تین جون پلان
تحقیقی جائزہ

احمد سعید

متحدہ ہندوستان کا آخری گورنر جنرل "پنڈت" ماؤنٹ بیٹن ۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو ہندوستان پہنچا۔ اس نے دو روز بعد حلف برداری کے موقع پر ایک قدیم روایت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک تقریر کی جس میں برطانوی وزیراعظم کلیمنٹ ایٹلی (Attlee) کی ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو دارالعلوم میں کی گئی تقریر کے الفاظ دہرائے کہ جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کو اقتدار کی منتقلی کا عمل مکمل کر دیا جائے گا۔[1]

برطانوی حکومت نے ماؤنٹ بیٹن کو "متحدہ ہندوستان" کو اقتدار منتقل کرنے کے ایک خاص مشن پر یہاں بھیجا تھا لہٰذا اس نے ہندوستانی سرزمین پر قدم رکھتے ہی کابینہ مشن پلان کے مردہ گھوڑے میں نئی جان ڈالنے کی تگ و دو شروع کر دی۔ کیمبل جانسن (پریس اتاشی' ماؤنٹ بیٹن) نے اپنی ڈائری کے ۵ اپریل ۱۹۴۷ء کے اندراج میں لکھا کہ "ماؤنٹ بیٹن کابینہ مشن پلان کے احیاء کی تگ و دو میں ہے۔"[2] ۱۵ر اپریل ۱۹۴۷ء کو منعقدہ گورنر جنرل کی سٹاف میٹنگ سے بھی "متحدہ ہندوستان" کا تصور جھلکتا نظر آتا ہے۔[3]

ماؤنٹ بیٹن ہندوستان کو ہر صورت متحد رکھنے کا اس حد تک متمنی تھا کہ وہ احمقانہ طور پر ۲ جون ۱۹۴۷ء تک کابینہ مشن پلان کو ہندوستان کے آئینی مسائل کا "بہترین حل" تصور کر رہا تھا۔[4] مزید حیران کن بات یہ ہے کہ تین جون منصوبے کے تحت برصغیر کی تقسیم کا اعلان کر دینے کے باوجود "پنڈت" ماؤنٹ بیٹن کے سر پر کسی نہ کسی شکل میں "متحدہ ہندوستان" کا بھوت سوار رہا۔ ۶ جون ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی میں سٹاف میٹنگ میں اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ابتدا میں پاکستان ایک غریب ملک ہونے کے ناطے برطانیہ' امریکہ اور مشرق وسطیٰ میں تو اپنے علیحدہ سفارتی نمائندے مقرر کرے گا لیکن امید ہے کہ باقی ممالک میں وہ برطانوی یا ہندوستانی سفارتی نمائندوں سے مل کر کام چلائے گا۔[5] "پنڈت" ماؤنٹ بیٹن کو جب قائداعظم کے عزم صمیم کے آگے گھٹنے ٹیکنے پڑے تو اس نے مجبوراً دوسرا لائحہ عمل یعنی برصغیر کی تقسیم پر بھی غور کرنا شروع کیا

چنانچہ ۲۶ اپریل ۱۹۴۷ء تک اس نے تقسیم کا ایک منصوبہ تیار کر کے جارج ایبل (George Abell) اور ازمے (Ismay) کے ہمراہ انگلستان روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس منصوبے کے بنیادی نکات یہ طے پائے کہ:

(۱) تقسیم کی صورت میں اس کی ذمے داری خود ہندوستان پر عائد ہو گی۔ (۲) صوبوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا خود ہی اختیار حاصل ہو گا۔ (۳) پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے ضمن میں پنجاب کو ووٹنگ کی خاطر تقسیم کر دیا جائے گا (۴) بنگال کی تقسیم کی صورت میں سلہٹ کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ مسلم اکثریتی صوبے سے الحاق کر سکے۔ (۵) صوبہ سرحد میں عام انتخابات کروائے جائیں گے۔[۶]

ماؤنٹ بیٹن نے ۱۵۔ ۱۶ اپریل کو گورنروں کی کانفرنس میں ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے یہ منصوبہ ان کے سامنے رکھا اور اس بارے میں اپنی "ہندوستانی لیڈروں" کی رائے سے بھی مطلع کیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ماؤنٹ بیٹن کی "ہندوستانی لیڈروں" سے مراد صرف کانگرسی لیڈر تھے کیونکہ آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ ماؤنٹ بیٹن تمام اہم معاملات میں پنڈت نہرو، ولبھ بھائی پٹیل اور دیگر کانگرسی لیڈروں کو تو اعتماد میں لیتا؟ لیکن قائداعظم اور خان لیاقت علی خان کو جان بوجھ کر تمام معاملات سے بے خبر رکھتا رہا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کانگرسی "شو بوائے" ابو الکلام آزاد کو کسی بھی مرحلے پر اعتماد میں نہیں لیا گیا اور جس کا انہوں نے خود اعتراف کیا ہے۔

کانفرنس میں پنجاب کے گورنر ایوان جینکنز (Evan Jenkins) نے تقسیم پنجاب کو "تباہ کن" قرار دیا جبکہ بنگال کے گورنر فریڈرک بروز (Fredrick Burrows) نے تقسیم بنگال کی مخالفت کی۔[۷]

۱۰ مئی ۱۹۴۷ء کو بہ روایت کیمل جانسن ایک پریس اعلامیہ جاری ہونا تھا جس کے مطابق ۱۷ مئی کو گورنر جنرل نے ہندوستانی لیڈروں سے تقسیم کے منصوبے پر صلاح مشورہ کرنا تھا لیکن ۱۱ مئی کو یہ پروگرام ملتوی کر دیا گیا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ یہ پنڈت ماؤنٹ بیٹن اور ہندو بنیا گٹھ جوڑ کی ایک تلخ داستان ہے۔ ۱۰ مئی ۱۹۴۷ء کو ازمے اور جارج ایبل لندن سے ماؤنٹ بیٹن پلان میں اہم تبدیلیوں کے ساتھ واپس لوٹے۔ وی۔ پی مینن (V.P. Menon) کے بقول ماؤنٹ بیٹن پنڈت نہرو کو یہ ترمیم شدہ پلان دکھانے کے لئے سخت مضطرب تھا چنانچہ اس نے سٹاف میٹنگ میں کہا کہ:

I have an absolute hunch that I must show this amended version of the plan to Nehru and obtain his reaction before I agree to the amendments.

چنانچہ ماؤنٹ بیٹن نے اپنی اس بے چینی اور اضطراب کو مٹانے کے لئے ۱۰ مئی کی شب نہرو کو اس ترمیم شدہ منصوبے کا مسودہ دکھایا جسے دیکھتے ہی نہرو آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ کانگرس اسے کسی بھی صورت قبول نہیں کرے گی۔[۸]

مینن لکھتا ہے کہ ۱۱ مئی کی صبح پنڈت نہرو سے میری ملاقات ہوئی تو اس کی روایتی مسکراہٹ غائب تھی میں اس بات سے بے خبر تھا کہ ماؤنٹ بیٹن اسے ترمیم شدہ مسودہ پہلے ہی دکھا چکا ہے۔ ماؤنٹ بیٹن نے مجھے بلا بھیجا۔ نہرو نے ترمیم شدہ پلان پر اپنے غیض و غضب کا اظہار کیا چنانچہ ۱۷ مئی کی مجوزہ میٹنگ ملتوی کر دی گئی۔

دراصل ترمیم شدہ منصوبے کے تحت انتقال اقتدار دو مملکتوں کی بجائے صوبوں کو منتقل کیا جانا تھا۔ نہرو اور دیگر کانگرسی لیڈروں کو ڈر تھا کہ اس طرح ایک پاکستان کی بجائے کئی پاکستان معرض وجود میں آ جائیں گے اور برصغیر "بلقانیت" (Balkanisation) کا شکار ہو جائے گا۔

کیمبل جانسن نے بھی اپنی ڈائری کے ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء کے اندراج میں اس شے کا اظہار کیا کہ ماؤنٹ بیٹن نے گذشتہ شب (۱۰ مئی) نہرو کو ترمیم شدہ مسودہ دکھا دیا۔[۹] درحقیقت مسلمانوں کے ساتھ ظلم و ناانصافی کی طویل داستان کے اس آخری باب کا مینن، نہرو اور ماؤنٹ بیٹن کے گٹھ جوڑ سے آغاز ہوتا ہے۔ شملہ کانفرنس (۱۹۴۵ء) اور کابینہ مشن پلان کی تشکیل کا ایک اہم کردار وی۔ پی۔ مینن بقول کیمبل جانسن کانگرس کے مرد آہن سردار پٹیل کا خاص معتمد تھا۔[۱۰] دلچسپ بات یہ ہے کہ مینن خود یہ اعتراف کرتا تھا کہ وہ شملہ میں سردار پٹیل کو تمام معاملات سے باخبر رکھے ہوئے تھا۔[۱۱]

ادھر مینن کو "پنڈت" : ماؤنٹ بیٹن کی بارگاہ میں خصوصی قرب حاصل ہو چکا تھا اور وہ کانگرس کے نقطہ نظر کی بھرپور ترجمانی کیا کرتا تھا۔ یکم جون ۱۹۴۷ء کی سٹاف میٹنگ میں جب کلکتہ کو ایک آزاد شہر (Free City) قرار دینے کی تجویز زیر غور آئی تو مینن نے کہا کہ کانگرس اس قسم کی ہر تجویز کی سختی سے مخالفت کرے گی تاہم گورنر جنرل کی غیرجانبدار اتھارٹی کے تحت اگر کچھ عرصہ کے لئے ایسا کر لیا جائے تو کانگرس شاید اس پر غور کرے۔[۱۲]

ادھر مینن کانگرس اور ماؤنٹ بیٹن کے درمیان رابطے کا کام بھی کرتا رہا۔ مینن نے ماؤنٹ بیٹن کا اس قدر اعتماد حاصل کر لیا تھا کہ جب وہ چند یوم کے لئے آرام کی غرض سے شملہ گیا تو مینن کو اپنے ہمراہ لے گیا

جہاں مینن نے ایک متبادل منصوبہ تیار کیا جسے ماؤنٹ بیٹن ۱۸ مئی کو حتمی منظوری کے لئے لندن لے گیا۔ اس موقع پر مینن اس کے ہمراہ تھا۔[۱۳]

مینن نے خود تسلیم کیا کہ وہ ماؤنٹ بیٹن کے تیار کردہ پہلے منصوبے کا سخت مخالف تھا کیونکہ "یہ نظریہ کہ صوبوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو میرے نزدیک ایک قابل تنفر اور گھناؤنی بات تھی۔"

متبادل منصوبے کی تیاری

۸ مئی ۱۹۴۷ء کو پنڈت نہرو اور کرشنا مینن "پنڈت" ماؤنٹ بیٹن کی سرکاری رہائش گاہ میں اس کے مہمان بن کر آئے۔ اسی دوران میں وی پی مینن کو بھی پہلی مرتبہ گورنر جنرل کو تقسیم ہند کے بارے میں اپنا موقف تفصیل سے بیان کرنے کا موقع میسر آیا۔ ماؤنٹ بیٹن کی چالاکی اور عیاری ملاحظہ ہو کہ اس نے مینن سے کہا کہ وہ نہرو کو اپنے منصوبے سے آگاہ کرے اور اس کا ردعمل بتلائے لیکن ساتھ ہی اسے یہ ہدایت بھی کی کہ وہ "ماؤنٹ بیٹن پلان" سے متعلق خاموشی اختیار کرے۔[۱۴]

مینن نے نہرو سے اس منصوبے پر گفتگو کر کے ماؤنٹ بیٹن کو اس کے ردعمل سے آگاہ کیا۔ ادھر ۱۰ مئی کو جب لندن سے ترمیم شدہ مسودہ شملہ پہنچا اور نہرو کا شدید ردعمل سامنے آیا تو ماؤنٹ بیٹن نے مینن سے مختصر ترین وقت میں ایک متبادل منصوبہ تیار کرنے کو کہا۔ چنانچہ مینن پیدل اپنے ہوٹل واپس لوٹا۔ اس وقت دن کے دو بج رہے تھے۔ ہوٹل پہنچ کر اس نے گاڑھی اور تند شراب چڑھائی (جو کہ وہ عموماً شام چھ بجے کے بعد پیا کرتا تھا) اور ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے چار گھنٹے سے بھی کم وقت میں ایک متبادل منصوبہ تیار کیا جسے فوراً ہی ماؤنٹ بیٹن کو پہنچا دیا گیا جس نے نہرو کو وہ مسودہ دکھا کر اس کی منظوری حاصل کر لی۔ مینن لکھتا ہے کہ میں نے اسی رات وائسریگل لاج میں ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ کھانا کھایا تو میں نے اس کے چہرے پر شگفتگی لوٹتی دیکھی۔ ماؤنٹ بیٹن نے مینن کو بتلایا کہ نہرو نے اس مسودے کی نہج کو صحیح قرار دیا ہے اور امید دلائی ہے کہ کانگرس اسے منظور کر لے گی۔[۱۵]

"انگریز پنڈت" کی فریب کاری اور عیاری ملاحظہ ہو کہ بظاہر مسلمانوں کے مفاد کے منافی ایک ہندو کا تیار کردہ منصوبہ نہرو کو تو دکھلا دیا گیا لیکن قائداعظم اور لیگ کے دیگر زعماء سے اسے مخفی رکھا گیا۔ یہ امر قابل

ذکر ہے کہ ماؤنٹ بیٹن یہ منصوبہ لے کر خود انگلستان گیا تاکہ برطانوی حکومت سے بذات خود اس کی منظوری حاصل کرے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ جارج ایبل اور ازمے دونوں نے اس پلان کی شدید مخالفت کی تھی لیکن ماؤنٹ بیٹن نے اپنی تمام تر ہمدردیاں اس کے پلڑے میں ڈال دیں اور منصوبے کے استرداد کی صورت میں مستعفی ہونے کی دھمکی دے دی۔[۱۶]

برطانوی حکومت نے پلان کا ایک شوشہ تبدیل کئے بغیر محض پانچ منٹ میں اسے منظور کر لیا۔ انگلستان سے واپسی پر "پنڈت" ماؤنٹ بیٹن نے ۲ جون ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ، کانگرس اور سکھ زعماء کی ایک کانفرنس طلب کی تاکہ ان سے اس منصوبے کی تائید اور منظوری حاصل کی جائے۔

اس مرحلے پر دو سوال ذہن میں خلش کا سبب بنتے ہیں۔ اول یہ کہ جب لیگ ہائی کمان کو یہ بخوبی علم تھا کہ لنلتھگو، ویول اور ماؤنٹ بیٹن سمیت تمام گورنر جنرل ہمیشہ سے کانگرس کا کھلم کھلا ساتھ دیتے رہے ہیں تو کیا اسے تحریک آزادی کے اس نازک موڑ پر وائسریگل لاج میں ایک حساس عہدے پر ایک ہندو کی موجودگی سے اپنے مفاد کو نقصان پہنچنے کا احساس نہیں تھا۔ کیا لیگ اس وقت یہ مطالبہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی کہ اس عہدے پر مینن کی جگہ یا تو کسی غیرجانبدار (؟) انگریز کا تقرر عمل میں آئے یا پھر کسی مسلمان کو مشترکہ طور پر یہ عہدہ سونپ دیا جائے۔

تاریخ نے آگے چل کر ثابت کیا کہ مینن نہرو، ماؤنٹ بیٹن گٹھ جوڑ نے مسلم مفاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ گورنر جنرل کے مشیر جارج ایبل نے مینن کی بطور ریفارمز کمشنر کی تقرری کے وقت اپنی رپورٹ میں لکھا:

> کچھ عرصہ قبل وائسرائے اور انڈیا آفس کے درمیان اعلیٰ پالیسی کے معاملات پر جو کچھ طے پاتا تھا مینن کو اس سے باخبر رکھا جاتا تھا مگر حال ہی میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور اسے اعتماد میں نہیں لیا جا رہا اس لئے کہ وہ ہندو ہے اور بلاشبہ کانگرس اسے اعلیٰ سطح کے فیصلوں کی تفصیل بتانے پر مجبور کرتی ہو گی لیکن کانگرس کے ردعمل اور ارادوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لئے وہ سودمند ثابت ہو سکتا ہے تاہم اس خطرے سے بھی چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ اس قسم کی معلومات بہم پہنچانے کے عوض وہ وائسرائے کے دفتر کے راز کانگرس تک پہنچا سکتا ہے۔
>
> جارج ایبل نے مزید لکھا کہ مینن کا پختہ یقین ہے کہ ہندوستانی مسائل پر کانگرس کا موقف درست ہے۔ ایبل کی رائے میں موجودہ حالات میں مینن کو اعتماد میں لینا مناسب نہیں۔

شاید وقت کا دھارا اتنی تیزی سے بہہ رہا تھا کہ لیگ کو اس طرف توجہ کرنے کا خیال نہیں آیا۔

۲ جون کی یہ تاریخ ساز میٹنگ صبح دس بجے سخت کشیدگی اور تناؤ کے ماحول میں شروع ہوئی اور دو گھنٹے تک جاری رہی۔[۱۷] ماؤنٹ بیٹن کے علاوہ قائداعظم، لیاقت علی خان، عبدالرب نشتر، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، اچاریہ کرپلانی اور سردار بلدیو سنگھ اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔ ماؤنٹ بیٹن کا خیال تھا کہ ہندوستانی زعماء جس قدر کم گفتگو کریں گے اجلاس کی کامیابی کے اسی قدر زیادہ امکانات ہوں گے۔ تناؤ اور کشیدگی کی یہ فضا جلدی چھٹ گئی اور ماحول میں دوستانہ فضا دکھائی دینے لگی۔

ماؤنٹ بیٹن نے تین جون پلان ہندوستانی زعماء کے سامنے رکھا اور اسے فوری طور پر منظور کرنے پر زور دیا قائداعظم نے کہا کہ ذاتی حیثیت میں تو اپنی رائے ظاہر کر سکتا ہوں لیکن مسلم لیگ ایک جمہوری ادارہ ہے اس لئے اس ضمن میں آخری فیصلے کے لئے وہ اور ان کی ورکنگ کمیٹی عوام کے سامنے جائیں گے۔[۱۸] اس پر ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ بعض اوقات لیڈروں کو اپنے پیروکاروں سے رجوع کرنے کی بجائے خود ہی اہم فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ قائداعظم نے کہا کہ ایک "ریڈی میڈ" فیصلہ لیگ کونسل کے سامنے رکھنے کی صورت میں یہ تاثر پیدا ہو گا کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیئے بغیر اس پر یہ فیصلہ ٹھونس دیا گیا۔ تاہم انہوں نے یقین دلایا کہ وہ کونسل کی منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ قائداعظم کی رائے میں بہتر راستہ یہ تھا کہ اس معاملے کو پہلے ہی سے طے نہ کر لیا جائے۔ پنڈت نہرو نے بھی قائداعظم کے موقف سے اتفاق کیا۔ قائداعظم نے کہا کہ وہ ایک ہفتے میں لیگ کونسل کا اجلاس طلب کر کے اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کر سکیں گے۔ ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ہفتہ تو کجا ایک دن کی بھی گنجائش نہیں رکھتا۔ اس پر قائداعظم نے کہا کہ وہ آج رات زبانی طور پر اسے ورکنگ کمیٹی کے ردعمل سے آگاہ کر دیں گے۔ بقول کیمبل جانسن ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظم کو دھمکی دیتے ہوئے کہا:

> اگر آپ کا یہی رویہ رہا تو کانگرس پارٹی اور سکھ کل صبح اس منصوبے کو حتمی طور پر منظور کر لیں گے جس کے نتیجے میں انتشار اور افراتفری پھیلے گی اور شاید آپ اپنا پاکستان ہمیشہ کے لئے کھو دیں۔[۱۹]

چنانچہ قائداعظم نے اسی شب گیارہ بجے گورنر جنرل کو ورکنگ کمیٹی کے احتجاج اور ردعمل سے آگاہ کیا اور اسے بتلایا کہ ورکنگ کمیٹی کو امید ہے کہ کونسل اس منصوبے کی منظوری دے دے گی۔ قائداعظم نے

پنجاب اور بنگال کی تقسیم کو ایک اہانت آمیز چال (Sandalous move) قرار دیا۔[۲۰]

ہندوستانی زعماء کا ریڈیو پر خطاب

ماؤنٹ بیٹن نے میٹنگ کے شرکاء کو بتلایا کہ وہ کل شام آل انڈیا ریڈیو سے اس منصوبے کا اعلان کرے گا ساتھ ہی اس نے قائداعظم' نہرو اور سردار بلدیو سنگھ کو بھی ریڈیو پر خطاب کرنے کی دعوت دی۔ اس پر سردار پٹیل نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مروجہ طریق کار کے مطابق تقریر کا مسودہ پہلے سے محکمہ اطلاعات و نشریات کو بھیجا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ سردار پٹیل اس محکمے کا انچارج وزیر تھا۔ اس پر قائداعظم نے فوراً جوابی حملے کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی تقریر میں صرف وہی کچھ کہیں گے جو ان کے دل کی آواز ہو گی۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ماؤنٹ بیٹن کے بعد تینوں رہنما بھی خطاب کریں گے۔[۲۱]

ماؤنٹ بیٹن اپنی تقریر میں مسلسل "متحدہ ہندوستان" اور کابینہ مشن پلان کی تعریف میں رطب اللسان رہا۔ نہرو نے ملک کے کچھ حصوں کی علیحدگی کو تکلیف دہ بتلایا۔ ساتھ ہی اس نے ماؤنٹ بیٹن کی "خدمات" کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ تقریر کے آخر میں اس نے جے ہند کا نعرہ لگایا۔ قائداعظم نے امید ظاہر کی کہ تقسیم برصغیر پرامن طریق پر ہو گی۔ آپ نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ یہ پلان چند امور میں ہمارے نقطۂ نظر کا حامل نہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم مطمئن ہیں۔ اب ہمیں سوچنا ہے کہ آیا ہم اس پلان کو بطور مفاہمت (Compromise) یا بطور (Settlement) کے قبول کرتے ہیں تاہم اس بارے میں لیگ کونسل کا فیصلہ آخری فیصلہ ہو گا۔ قائد نے صوبہ سرحد میں سول نافرمانی کی تحریک واپس لینے کے ساتھ ساتھ وہاں ریفرنڈم کا بھی ذکر کیا اور امید ظاہر کی کہ صوبہ سرحد کے مسلمان پاکستان کے حق میں ووٹ دیں گے "پاکستان زندہ باد" کے ایمان افروز نعرے سے انہوں نے اپنی تقریر ختم کی۔[۲۲]

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ سردار پٹیل کو قائداعظم کا آل انڈیا ریڈیو پر اپنے دلی جذبات کا اظہار ناگوار گزرا لہٰذا اس نے "اپنے سیاسی گورو" پنڈت ماؤنٹ بیٹن کو ۳ جون ۱۹۴۷ء کو شکایتاً" یہ لکھا کہ مسٹر جناح نے آل انڈیا ریڈیو کی مہمان نوازی کا غلط استعمال کیا اور براڈ کاسٹنگ کے اصول و ضوابط کو توڑا۔ اس نے قائداعظم کی تقریر کو سیاسی' بیجا طرفداری اور پروپیگنڈہ پر مبنی قرار دیا نیز یہ لکھا کہ اگر مجھے یہ سب کچھ معلوم ہوتا تو میں آل انڈیا ریڈیو کو مسلم لیگ کا پلیٹ فارم بننے نہ دیتا سردار پٹیل کو قائداعظم کی اس بات سے سخت

تکلیف پہنچی کہ جس میں صوبہ سرحد کے عوام سے ریفرنڈم میں لیگ کو ووٹ دینے کو کہا تھا۔[۲۳]

۳ جون پلان کے اہم نکات

(۱) "پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں سے کہا جائے گا کہ وہ مسلم اکثریتی اضلاع اور غیر مسلم اکثریتی اضلاع پر مشتمل اپنے اپنے اجلاس طلب کریں۔ ان اسمبلیوں کے ارکان دو حصوں میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں گے کہ آیا صوبے کی تقسیم عمل میں لائی جائے یا نہیں۔ اگر کسی بھی حصے نے سادہ اکثریت سے تقسیم کے حق میں فیصلہ کیا تو اس کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔ آسام اگرچہ ایک غیر مسلم اکثریتی صوبہ ہے تاہم بنگال سے متصلہ ضلع سلہٹ ایک مسلم اکثریتی علاقہ ہے اس لئے بنگال کی تقسیم کی صورت میں سلہٹ میں بھی ریفرنڈم کروایا جائے گا کہ آیا یہ ضلع مشرقی بنگال میں شامل ہو گا یا آسام میں۔

(۲) صوبوں کی تقسیم کے فیصلے کی صورت میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا جائے گا جو متصلہ و غیر متصلہ اکثریتی علاقوں کی بنیاد پر صوبوں کو تقسیم کرے گا نیز ایسا کرتے وقت وہ "دیگر عوامل" کو بھی پیش نظر رکھے گا۔

(۳) سندھ کی صوبائی اسمبلی ایک خاص اجلاس میں یہ فیصلہ کرے گی کہ آیا وہ موجودہ آئین ساز اسمبلی میں شریک ہو گی یا (پاکستان کی) نئی آئین ساز اسمبلی میں۔

(۴) صوبہ سرحد کو غیر معمولی صورت حال کا سامنا ہے۔ اس کے تین میں سے دو نمائندے موجودہ آئین ساز اسمبلی میں شمولیت کر رہے ہیں لیکن یہ واضح ہے کہ اس صوبے کی جغرافیائی حیثیت اور دیگر عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر صوبہ پنجاب نے مکمل طور پر یا اس کے کسی ایک حصے نے موجودہ آئین ساز اسمبلی میں عدم شرکت کا فیصلہ کیا تو ایسی صورت میں ضروری ہو گا کہ صوبہ سرحد کو اپنی پوزیشن پر از سرنو غور کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

ایسی صورت حال میں صوبہ سرحد میں صوبائی حکومت کے مشورے سے گورنر جنرل کی زیر نگرانی ریفرنڈم کروایا جائے گا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ صوبہ کونسی آئین ساز اسمبلی میں شریک ہونا چاہتا ہے۔

(۵) آسام اگرچہ ایک غیر مسلم اکثریتی صوبہ ہے تاہم بنگال سے متصلہ ضلع سلہٹ ایک

غیر مسلم اکثریتی علاقہ ہے- اس لئے بنگال کی تقسیم کی صورت میں سلہٹ میں بھی ریفرنڈم کروایا جائے گا کہ آیا یہ ضلع مشرقی بنگال میں شام ہو گا یا آسام میں-

پنجاب میں رد عمل

پنجاب پولیس انٹیلیجنس کے مطابق "تین جون پلان کے اعلان سے پنجاب کی تینوں اقوام ناخوش تھیں- ہندوؤں کا رد عمل تو اتنا شدید نہیں تاہم سکھوں کے رویئے میں تلخی بڑھ رہی ہے اگرچہ انہوں نے ابھی باؤنڈری کمیشن سے اپنی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں-" مذکورہ رپورٹ میں مسلمانوں کے رد عمل کو "زیادہ پیچیدہ اور الجھا ہوا" بتلایا گیا اور اس امکان کا اظہار کیا گیا کہ ۹ جون کو ہونے والے مسلم لیگ کونسل کے دہلی اجلاس میں پلان کے بارے میں خاصی متضاد اور گوناگوں آراء سامنے آئیں گی- پولیس ابھی تک صوبائی مسلم لیگ کے سرکردہ رہنماؤں کے خیالات سے بے خبر تھی کیونکہ وہ تمام کے تمام لاہور سے باہر تھے- شاید ارادی طور پر لیکن ان کے متعلق ایک عام تاثر یہی تھا کہ وہ جناح کی حمایت کریں گے- [۲۳ الف]

تین جون پلان کے متعلق پنجاب کے عام مسلمانوں کا رد عمل مجموعی طور پر ملا جلا تھا- متوسط طبقے اور تاجر برادری جس کے تجارتی مفادات کو نقصان پہنچ رہا تھا انہیں تو اس اعلان سے یہ امید ہو چلی تھی کہ اب سیاسی تکرار اور فرقہ وارانہ فسادات کو ختم کرنے میں مدد ملے گی تاہم نچلے طبقے کے لوگ اعلانیہ طور پر پلان کے مخالف تھے- رپورٹ کے مطابق مسلم لیگ کا ایک طبقہ قائداعظم اور ان کے خوش فہمی پر مبنی رویئے پر خفگی کا اظہار کر رہا تھا- ان کی رائے میں مسلمانوں کی طرف سے حال ہی میں دی گئی قربانیوں کو فراموش کر دیا گیا تھا- ان کے خیال میں امرتسر اور جالندھر کے مسلمانوں کو اس طرح سے دغا نہیں دیا جانا چاہئے تھا- پولیس کے ذرائع کے مطابق مشرقی پنجاب سے تعلق رکھنے والے اسمبلی کے چند ممبر کونسل کے اجلاس میں صوبے کی تقسیم کی مخالفت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے- پٹھان کوٹ کی آریہ سماج، سنگھ سبھا اور سناتن سبھا نے مل کر یہ تگ و دو شروع کر دی کہ جموں اور چمبہ کی ریاستوں کے حکمرانوں پر زور دیا جائے کہ وہ ہر ممکن کوشش کریں کہ گورداسپور ڈسٹرکٹ کو کسی بھی صورت پاکستان میں شامل نہ ہونے دیا جائے- [۲۳ ب]

لیگ کونسل کا اجلاس

۹ جون ۱۹۴۷ء کو دہلی کے امپیریل ہوٹل میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس تین جون پلان کے

ضمن میں بند کمرے میں منعقد ہوا جس میں کسی اخباری نمائندے کو شرکت کی اجازت نہیں تھی۔[۲۴] قائداعظم کے ہال میں داخل ہونے پر کونسل کے ارکان دیر تک "قائداعظم زندہ باد" کے نعرے لگاتے رہے۔ مجید ملک نے بہت صحیح لکھا کہ اس موقع پر "ہرچند کہ سب کے چہرے احساس کامرانی و شادمانی سے شگفتہ تھے لیکن دل کی گہرائیوں میں یہ تاثر بھی موجود تھا کہ نہرو اور ماؤنٹ بیٹن کی عیاں و پنہاں کاروائیوں اور سازشوں کی وجہ سے حق داروں کو ان کا پورا حق نہیں ملا۔[۲۵]"

مولانا عبدالحامد بدایونی کی تلاوت کلام پاک سے کاروائی کا آغاز ہوا۔ قائداعظم نے کونسل کے ارکان کو پلان کی تشریح کے ضمن میں سوالات دریافت کرنے کی اجازت دی۔ اس پر بنگال، اڑیسہ اور بمبئی کے ارکان نے حد بندی کمیشن کے اختیارات اور مسلم اقلیتی صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں سوالات پوچھے۔ قائداعظم نے کہا کہ مسلم اقلیتوں سے سلوک پاک بھارت تعلقات سے براہ راست منسلک ہو گا۔ ایوان نے قائداعظم سے ممبران کو منصوبے کو قبول یا مسترد کرنے سے متعلق قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی لیکن انہوں نے کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ اس سکیم کو مکمل طور پر مسترد یا منظور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ممبران سے اس منصوبے پر آزادانہ اور بے لاگ انداز میں گفتگو کرنے کی اپیل کی۔ پروفیسر عبدالرحیم (بنگال) نے پلان کو مسلمانوں کے لئے "تباہ کن" قرار دیا جس کے نتیجے میں برصغیر میں امن ہمیشہ کے لئے ناپید ہو جائے گا۔ انہوں نے پنجاب اور بنگال کی تقسیم کو پاکستان کے لئے نقصان دہ بتلاتے ہوئے پلان کو مکمل طور پر مسترد کرنے کا مطالبہ کیا۔ پروفیسر عبدالرحیم نے مزید کہا کہ ایسا کٹا پھٹا پاکستان تو کانگرس چار سال پہلے بھی پیش کر رہی تھی لہٰذا اگر اس منصوبے کو قبول ہی کرنا ہے تو پھر اس خون خرابے کی کیا ضرورت تھی۔[۲۵الف]

غلام حسین ہدایت اللہ (سندھ) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کٹا پھٹا پاکستان اور وہ بھی بے جان حالت میں دیا جا رہا ہے نیز یہ کہ جغرافیائی نقطہ نظر سے بہترین اور سرسبز شاداب علاقے پاکستان سے چھین لئے گئے ہیں۔ تاہم انہوں نے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پلان کو قبول کر لینے کو کہا۔ اول چونکہ برطانیہ ہندوستان کو خیرباد کہہ رہا ہے لہٰذا اب اسے اقتدار کسی پارٹی کو تو منتقل کرنا ہی ہو گا۔ ہندوؤں کو اقتدار کی منتقلی کی صورت میں ہمیں جنگ کے ذریعے ہی پاکستان حاصل کرنا ہو گا کیونکہ دس ملین لوگوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑنا کسی بھی طاقت کے لئے ناممکن ہو گا اس صورت میں یہ بھی امکان موجود ہے کہ ہم مزید خون خرابے کے باوجود پاکستان حاصل نہ کر سکیں۔ انہوں نے منصوبے کو منظور کرنے

کی استدعا کرتے ہوئے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ ہمیں ایک کمزور پاکستان دیا جا رہا ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ آپ کو ایک علیحدہ قوم تسلیم کر لیا گیا ہے۔ مولانا حسرت موہانی کے علاوہ تین جون پلان پر سب سے زیادہ تنقید یو پی مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر زیڈ۔ ایچ لاری نے کی۔ انہوں نے پلان کو نہایت "مایوس کن" قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کرنے کو کہا۔ ان کے نزدیک اس پلان کی منظوری بہت تباہ کن ہو گی۔ ان کا کہنا تھا کہ "ہم نے پہلے تو ۱۶ مئی کے بیان کو تسلیم کر لیا تھا لیکن بعد میں محض اس وجہ سے اسے مسترد کر دیا تھا کہ ہم آسام سے دستبردار نہیں ہونا چاہتے تھے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم تین جون پلان کے تحت آسام حاصل کر سکیں گے یا نہیں۔" انہوں نے ایوان کو بتلایا کہ "ہم نہ صرف آسام بلکہ پنجاب اور بنگال کے بڑے حصے سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔" لاری کی رائے میں برطانوی حکومت نے مسلمانوں کا ایک بھی مطالبہ منظور نہیں کیا اور وہ مسلسل ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگی رہی۔ ان کا موقف تھا کہ اگر پنجاب اور بنگال کی تقسیم اس بناء پر ضروری ہے کہ ان علاقوں کے غیر مسلم پاکستان کے تحت رہنے پر آمادہ نہیں لہٰذا اس بنیاد پر وہ مسلمان جو یو پی اور بمبئے کی غیر مسلم کانگرسی حکومتوں کی مخالفت کر رہے ہیں انہیں بھی علیحدہ حکومت دی جائے کیونکہ تعداد کے اعتبار سے تو وہ ان دونوں صوبوں میں سکھوں سے زیادہ ہیں۔ لاری نے الزام عائد کیا کہ برطانوی حکومت نے اس پلان کے ذریعے مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر محض کانگرس کو خوش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔[۲۶]

ملک غلام نبی[۲۷] (امرتسر) نے زیڈ ایچ لاری کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے بارے میں زیادہ حساس نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ اس پلان کے بہت سے پہلو مسلمانوں کے لئے نامعقول اور ضرر رساں ہیں تاہم اس کا ایک خوش آئند پہلو یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کو ایک قوم تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ملک غلام نبی نے جب تین جون پلان کو صلح حدیبیہ سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ ہمیں اسی طرح اس منصوبے کو قبول کر لینا چاہئے[۲۸] تو قائداعظم نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا کہ نہ تو وہ صلح حدیبیہ کا صحیح حال اور نہ ہی اس کی صحیح توجیہ بیان کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے خود ہی اس معاہدے کی منشاء بیان کی جس پر تمام حاضرین قائداعظم کی تاریخ اسلام پر گہری نظر سے ششدر رہ گئے۔[۲۹]

مولوی عبدالرحمٰن (سی۔ پی) نے پلان کو منظور کرنے کی استدعا کرتے ہوئے کہا کہ نقائص کے باوجود یہ بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہمیں افغانستان، ایران، عراق، عرب، یمن اور فلسطین سے بھی بڑا ملک

مل رہا ہے۔

عبدالحمید (آسام) نے نہایت جذباتی انداز میں کہا کہ میں ایک غیرمسلم اکثریتی صوبے سے تعلق رکھتا ہوں اور اس نئے منصوبے کے تحت میں ہندوستان کا شہری ہوں گا تاہم میں اس منصوبے کی حمایت کرتا ہوں۔ اگر اس منصوبے کے تحت مسلمانوں کی اکثریت کو آزادی ہو جائے تو میں غلام رہنے ہی کو ترجیح دوں گا۔[۳۰]

اخبار سندھ آبزرور (Sind Observer) کے مطابق مولانا حسرت موہانی اجلاس میں شروع سے آخر تک تین جون پلان کی مخالفت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک موقع پر:

He became so inconvenient to the asembled luminaries that he was bundled out.

ملک غلام نبی نے حسرت موہانی کے حوالے سے بتلایا کہ جب قائداعظم پلان کی خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈال رہے تھے تو اس موقع پر مولانا اٹھے اور اپنی باریک آواز میں کہا کہ یہ کونسل پلان پر غور کرنے کی مجاز نہیں اس کی بجائے آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس طلب کیا جائے۔ آخرکار گفتگو اس نتیجہ پر پہنچی کہ اس ایوان کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اس پر مولانا نے پھر کھڑے ہو کر اپنے موقف کی تائید میں کچھ کہنا چاہا تو قائداعظم نے کہا

"Oh Moulana I can make the whole world understand but I cannot make you understand"[۳۱]

بدقسمتی سے مولانا حسرت موہانی کی تقریر دستیاب نہ ہو سکی تاہم ایک سے زائد ذرائع اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تین جون پلان کے خلاف سب سے بلند آواز وہی تھے۔

پولیس انٹیلیجنس رپورٹ کے مطابق عبدالستار نیازی گروپ کے نزدیک تین جون پلان مسلمانوں کے مفاد کیلئے انتہائی مہلک تھا۔ یہ گروپ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے فیصلے کی اس بناء پر مخالفت کر رہا تھا کہ ہندو اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو اپنے مستقبل کے تحفظ کی خاطر اپنی آواز بلند کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا تھا لہٰذا پولیس کی اطلاعات کے متعلق نیازی گروپ کونسل کے اجلاس میں اس پلان کو مسترد کرنے اور مسلمانوں کو ایک کوریڈور (Corridore) دیئے جانے کا مطالبہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا[۳۲ الف] چونکہ یہ

اجلاس بند کمرے میں منعقد ہوا تھا اور اجلاس کی مکمل کارروائی اخبارات میں شائع نہیں ہوئی تھی اس لئے عبدالستار نیازی یا ان کے گروپ کی پلان کی مخالفت میں کوئی چیز دستیاب نہیں۔

آخر میں قائداعظم نے بحث کو سمیٹتے ہوئے مسلم اقلیتی صوبوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا کہ آج ان کی قربانیوں کے سبب ہی پاکستان معرض وجود میں آ رہا ہے۔ آپ نے سندھی، پنجابی کی تخصیص ختم کرنے اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی تلقین کی۔[۳۲] اس موقع پر انہوں نے مزید کہا کہ ہندوستانی مسلمانوں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندے کی حیثیت سے جو کام انہوں نے میرے سپرد کیا میں اپنی بساط کے مطابق اسے انجام دے چکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکا اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ قائداعظم کے یہ الفاظ سن کر سامعین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید قائداعظم اپنے مشن کی تکمیل کے ساتھ ہی ریٹائر ہونا چاہتے ہیں چنانچہ تمام ہال "نہیں نہیں۔ ہمیں آپ کی ضرورت ہے" سے گونج اٹھا۔[۳۳]

لیاقت علی خان نے ایوان کے سامنے ایک قرارداد رکھی جس میں اس امر پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ برطانوی حکومت نے بالآخر خود ہی کابینہ مشن پلان کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔ کونسل کی رائے میں ہندوستان کے مسئلے کا صرف یہی ایک حل تھا کہ اسے ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم کر دیا جائے بناء بریں کونسل نے برطانوی حکومت کے اس اعلان پر توجہ دی اور قابل التفات سمجھا۔ کونسل نے اگرچہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم سے عدم اتفاق کا اظہار کیا تاہم اس نے قائداعظم کو منصوبے کے بنیادی اصولوں کو بطور مفاہمت (Compromise) قبول کرنے اور دفاع، مالیات اور مواصلات سمیت ہندوستان کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی تفصیلات طے کرنے کا مکمل اختیار دیا۔[۳۴]

نقادوں نے لیگ کونسل کی قرارداد کے مضمون کو تو قابل اطمینان قرار دیا البتہ اس کے لہجے کو متعصبانہ اور الفاظ کی بندش کو الجھاؤ والا بتلایا۔

پنڈت نہرو اور سردار پٹیل دونوں نے کونسل کی منظور کردہ قرارداد پر کڑی نکتہ چینی کی سردار پٹیل نے ۱۰ جون ۱۹۴۷ء کو ماؤنٹ بیٹن کو لکھا کہ یہ قرارداد تضاد پر مبنی ہے اور اس میں صاف طور پر تین جون پلان کو منظور نہیں کیا گیا۔ اس نے مزید لکھا کہ کونسل کی کاروائی سے ظاہر ہے کہ تین جون کا پاکستان صرف ہندوستان کے خلاف کارروائیوں کے لئے ریشہ دوانیوں کا ایک مرکز ہو گا۔ اس نے ماؤنٹ بیٹن سے مطالبہ کیا

کہ وہ جناح سے اس بارے میں واضح بیان جاری کرنے کو کہے۔[۳۵]

کانگرسی ردعمل

کانگرس نے تین جون پلان کو بادل نخواستہ قبول کیا۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں یو۔ پی کے وزیر اعلیٰ پنڈت پنت نے پلان سے متعلق ایک قرارداد پیش کی۔ قرارداد میں "اکھنڈ ہندوستان" کے تصور کو برقرار رکھتے ہوئے کہا گیا کہ ہندوستان ایک جغرافیائی وحدت کی حیثیت رکھتا ہے اس کا حدود اربعہ، اس کے پہاڑ اور اس کے دریا یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہندوستان ایک ملک ہے۔ ہمارے دلوں میں متحدہ ہندوستان کا تصور ہمیشہ قائم رہے گا اور ہمیں یقین ہے کہ جب حالات و جذبات معمول پر آ جائیں گے تو عوام خود ہی دو قومی نظریئے کو رد کر دیں گے۔ گویا کانگرس نے اکھنڈ ہندوستان کے نصب العین کو ترک نہیں کیا بلکہ تقسیم برصغیر کو وقتی مصلحتوں، مجبوریوں اور بہت سے ذہنی تحفظات کے ساتھ مانا۔ کانگرس کے سابق صدر شری ابو الکلام آزاد نے پنت کی قرارداد کی حمایت کر کے ایک مرتبہ پھر دو قومی نظریئے کے خلاف زہر اگلا۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی یہ تقسیم محض نقشے پر قائم ہے، نہ کہ لوگوں کے دلوں میں اور مجھے یقین ہے کہ یہ تقسیم ناپائیدار ہو گی۔"[۳۶]

پنجاب ہندو مہاسبھا

پنجاب پولیس انٹیلی جنس کی رپورٹ کے مطابق صوبائی ہندو مہاسبھا نے تین جون پلان پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور اس ضمن میں ایک جلسہ منعقد کرنے کا سوچا تاکہ منصوبے کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے۔ پولیس کی اطلاعات کے مطابق ایک امکان یہ بھی تھا کہ ہندو مہاسبھا، اکالی دل کے ساتھ مل کر اس منصوبے کے خلاف ایجی ٹیشن کرے۔[۳۷]

برطانوی اخبارات اور سیاست دانوں کا ردعمل

تین جون پلان یا قیام پاکستان کے متعلق برطانوی اخبارات اور سیاستدانوں کا ردعمل ان کی شکست خوردہ ذہنیت کا عکاس ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ سے قانون آزادی ہند پاس ہو جانے کے باوجود قیام پاکستان ان کی دکھتی رگ بنا رہا۔ اخبار ڈیلی میل (Daily Mail) نے تین جون پلان کو اندھیرے میں چھلانگ لگانے سے

تشبیہ دیتے ہوئے اسے ایک غیرمناسب سمجھوتہ قرار دیا- اخبار کے نزدیک ان تجاویز سے یا اس کے بعد ماؤنٹ بیٹن اور دیگر ہندوستانی زعماء کی تقاریر سے ہندوستان کے مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلا کیونکہ اس وقت کوئی بھی شخص مکمل آزادی کا مطالبہ نہیں کر رہا تھا اور تمام تاج برطانیہ کے زیر درجہ نو آبادیات تسلیم کرنے کو تیار تھے- برطانوی استعمار کے اس نمائندے کی "باخبری" پر جی قربان ہونے کو چاہتا ہے- اخبار یارک شائر پوسٹ (Yorkshire Post) نے لکھا کہ یہ سکیم ۱۹۴۲ء کی کرپس مشن سکیم کے بالکل مشابہ ہے اور اگر اس وقت ہندوستانی اس تجویز کو مان لیتے تو آج اتنا خون خرابہ نہ ہوتا- اخبار نے امید ظاہر کی کہ "مسٹر جناح اپنی ضد کو چھوڑ کر اس سکیم کو مان لیں گے-"[۳۸]

اخبار ڈیلی ٹیلی گراف (Daily Telegraph) نے ۴ جون کو اشاعت میں ہندوستان کی تقسیم پر اظہار افسوس کیا- مانچسٹر گارڈین (Manchester Guardian) نے ۵ جون کی اشاعت میں امید ظاہر کی کہ انڈیا کی تقسیم سے تکالیف اور اکھاڑ پچھاڑ کا تجربہ انہیں دوبارہ متحد ہونے کی راہ دکھائے گا-[۳۹]

سر الفریڈ واٹسن (Alfred Watson) کو یقین تھا کہ تقسیم ناپائیدار ہوگی- خود برطانوی وزیراعظم نے قانون آزادی ہند پر تقریر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ علیحدگی مستقل نہیں ہوگی اور دونوں ڈومینیز دوبارہ مل جائیں گی-[۴۰]

مسلم اخبارات کا ردعمل

یونینسٹ پارٹی کے ترجمان روزنامہ انقلاب نے "لیگ سکیم منظور کرلی" کے زیر عنوان ایک اداریہ میں لکھا کہ "لیگ نے برطانوی سکیم منظور کرلی یعنی پنجاب، بنگال اور آسام کی تقسیم کو گوارہ کرلیا اناللہ و انا الیہ راجعون- ہمارے نزدیک یہ سکیم مسلمانوں کے بہترین مقاصد کے بالکل خلاف ہے- یہ محض ہماری رائے نہیں بلکہ خود قائداعظم کی بھی کل تک یہی رائے تھی لیکن قوم کی دماغی حالت ایسی نہیں کہ وہ اپنے نفع نقصان کا اندازہ ٹھنڈے دل سے کرسکے-" اخبار نے دعا کی کہ اسے کوئی پریشانی یا نقصان اٹھائے بغیر اس غلطی کا احساس ہو جائے-[۴۱]

روزنامہ نوائے وقت (لاہور) نے اپنے ایک اداریے میں تین جون پلان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "اسے تقسیم ہند کہہ لیجئے یا پاکستان جب ۱۹۴۰ء میں لیگ نے اس کا مطالبہ کیا تو اس کا مذاق اڑایا گیا جب

تضحیک سے اس مطالبے کو نہ کچلا جا سکا تو پھر دشنام کی توپوں سے لیگ پر گولہ باری کی گئی اور کوئی ایسی گالی نہ ہو گی جو مسٹر جناح کو نہ دی گئی ہو مگر یہ حربہ بھی ناکام ہوا۔ پھر سیاسی دھمکیوں سے کام لیا گیا اور لیگ کو مرعوب کر کے پاکستان سے دستبردار کرانے کی کوشش کی گئی مگر یہ چال بھی کارگر نہ ہوئی۔ پھر مذاق اڑانے والے، گالیاں بکنے والے، دھمکیاں دینے والے ناصح مشفق کا جامہ اوڑھ کر مسلمانوں کے سامنے آئے اور کہا کہ پاکستان میں سراسر تمہارا ہی نقصان ہے۔ یہ چھوٹا سا ملک کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ انگریزوں نے بھی ان ناصحین مشفق کا ساتھ دیا۔ ایک بڑے لاٹ صاحب نے فرمایا کہ جغرافیائی اعتبار سے ہندوستان اکھنڈ ہے۔ پچھلے سال ولایت سے تین سیانے ہندوستان آئے اور یہ فتویٰ دیا کہ برطانوی حکومت ہندوستان کا اقتدار حکومت ایک سے زیادہ حکومتوں کو نہیں سونپ سکتی۔ اعداد و شمار کے ہیر پھیر سے پاکستان کے خلاف ایک فرضی قرارداد جرم مرتب کی گئی اور فیصلہ سنایا گیا کہ پاکستان نہیں بن سکتا مگر ۱۹۴۷ء میں دہلی اور لندن پلان کی زبان پر بیک وقت یہ ورد تھا کہ ہندوستان کے عقدۂ لاینحل کو سلجھانے کی واحد صورت تقسیم ہند ہے۔"[۴۲]

کلکتہ سے شائع ہونے والے مارننگ نیوز (Morning News) نے ۳ جون پلان پر الحمدللہ کے زیر عنوان ایک اداریے میں لکھا کہ اب یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ روز افزوں ہندو مسلم منافشات کے خاتمے اور ملک میں امن و امان کی بحالی اور مصالحت کی فضا پیدا کرنے کے لئے مسٹر جناح کا فارمولا ہی بہترین فارمولا تھا۔ اخبار نے لکھا کہ پلان کے تحت جو کٹا پھٹا اور کرم خوردہ پاکستان دیا جا رہا ہے اس پر مسلمانوں کی مایوسی ایک قدرتی امر ہے کیونکہ ایسا پاکستان معاشی، تجارتی اور صنعتی اعتبار سے کمزور رہے گا لیکن مسلمان اپنی غربت پر آزادی کو ترجیح دیں گے۔[۴۳]

حوالہ جات

1- V.P. Menon, *The Transfer of Power in India*, Madras, 1957, p.350.

2- Alan Campbell Johnson, *Mission with Mountbatten*, London, 1953, p.55

3- *Ibid.*, p.71

4- *The Transfer of Power*, London, 1982, Vol. IX, p.40

5- *Ibid.*, p.166

6- *Mission with Mountbatten*, p.62

7- *The Transfer of Power, op. cit.*, Vol IX, p.354

8- *The Transfer of Power in India, op. cit.*, p.361

9- *Mission with Mountbatten*, p.89

10- *Ibid.*, p.85

11- *The Transfer of Power in India*, op. cit., p.365

11a- H.V. Hodnon, *The Great Divide*, Karachi, 1969, p.209

12- *The Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.34

13- *Mission with Mountbatten*, p.94

14- *The Transfer of Power in India, op. cit.*, p.360

15- *Ibid.*, p.365

15a- Mir Laik Ali, *Tragedy of Hyderabad*, Karachi, 1962 pp.136-37

16- K. K. Aziz, *Britain & Muslim India*, London, 1963, p.178.

17- *Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.52.

18- *Ibid.*, p.46

19- *Mission with Mountbatten*, p.103

20- *Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.161

21- *Ibid.*, p.47

22- *Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, pp. 20-21

23- *Ibid.*, p.22

23a- *Police Abstract of Intelligence*, Punjab, 7 June, 1947, Vol LXix, No. 23, p.285

23b- *Ibid.*, p.286

24- *The Morning News*, Calcutta, 5 June, 1947, p.6

٢٥- مجید ملک، ''چند یادیں''، روزنامہ جنگ، کراچی، ٢٦ اگست ١٩٦٨ء، ص ٢٠-

25a- Transfer of Power, Vol. IX, p.246

26- *Ibid.*, p.246

٢٧- انٹیلی جنس بیورو کی فراہم کردہ رپورٹ میں ان کا نام غلام علی لکھا گیا جسے ٹرانسفر آف پاور میں ایسے ہی نقل کر دیا گیا-

28- *The Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.247

29- S. S. Pirzada, *The Foundation of Pakistan*, Vol III, Karachi, 1990. p.429

30- *Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.249.

۳۱- "اقراء" قائداعظم نمبر، مجلہ ایم اے او کالج، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۷۷-

32- *Ibid.*, p.249

32a- *Police Abstract of Intelligence, op. cit.*, P.289

مذکورہ بالا رپورٹ کی فراہمی کے لئے میں این- ڈی- سی، اسلام آباد کے سلیم اللہ خان صاحب کا خصوصی طور پر ممنون ہوں-

۳۳- مجید ملک، بحوالہ سابقہ-

34- *The Indian Annual Register*, 1947, Vol. II, p.258.

35- *The Transfer of Power, op. cit.*, Vol. IX, p.244

36- *The Transfer of Power in India, op. cit.*, p.385

37- *Police Abstract of Intelligence, op. cit.*, p.285

۳۸- روزنامہ انقلاب، لاہور، ۸ جون ۱۹۴۷ء، ص ۶-

39- K. K. Aziz, *Britain & Muslim India*, London, 1963, p.183

40- *Ibid.*, p.183

۴۱- روزنامہ انقلاب (اداریہ) ۱۲ جون ۱۹۴۷ء، ص ۲-

۴۲- روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۵ جون ۱۹۴۷ء، ص ۳-

43- *The Morning News*, (edl) 5 June, 1947, p.3